مطبوعات

THE PILGRUNAFEOF EIERNITY مترجم: جناب شیخ محمود احمد صاحب۔ شائع کردہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۱۸۷۔ قیمت ۱۲ روپے

علامہ اقبال کی یوں تو ساری تصنیفات ہی بڑی بلند پایہ ہیں لیکن ان میں جاوید نامہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں تخیل کی بلندی اور ندرت، حکیمانہ طرزِ استدلال، مابعد الطبیعاتی مباحث، شعری محاسن، سوز و گداز، شیرینی اور روانی کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کے اہم ترین پہلوؤں کی وضاحت موجود ہے۔ اقبالؒ نے اس لازوال ادبی کارنامہ میں زندگی اور کائنات کے بارے میں اپنے مخصوص نظریات پیش کیے ہیں۔ افلاک کی اس سیر میں شاعر ہمیں مولانا روم، جمال الدین افغانی، سید حلیم پاشا، گوتم بدھ، زرتشت، ٹالسٹائی، نطشے، ملا طاہر غنی کشمیری، شاہ ہمدان، سلطان ٹیپو، غالب، حلاج وغیرہ سے روشناس کراتا ہے۔ یہ حضرات اقبال کے فکر و نگاہ کے مختلف گوشوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ اس کتاب میں علامہ اقبال نے خاص طور پر تقدیر پرستی، قومیت، نام نہاد تصوّف، مغربی تہذیب و تمدن، دین اور سیاست کی دوئی، اور اس کے خطرناک نتائج، عقل و عشق کا موازنہ اور عشق کی عقل پر برتری، اسلامی ممالک کی زبوں حالی اور اس کے اسباب، الغرض اسی نوعیت کے بے شمار مسائل پر اظہارِ خیال کیا ہے۔

شیخ محمود احمد صاحب علمی دنیا کی طرف سے ستائش کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قابلِ قدر کتاب کو انگریزی کا جامہ پہنا کر اہلِ مغرب کی فکرِ اقبال تک رسائی ممکن بنا دی ہے۔ یہ ترجمہ بڑا شگفتہ اور رواں ہے اور اس میں انہوں نے نظم معرّا سے جس طرح کام لیا ہے اس سے کلامِ اقبال کی روح بھی اس ترجمہ میں کافی حد تک منتقل ہو گئی ہے۔

ہمیں امید ہے جس طرح نکلسن کے ترجمہ اسرار و رموز نے مغرب کو اقبال کے افکار سے روشناس کرایا ہے اسی طرح یہ کتاب بھی اقبال کے نظریات کی نشر و اشاعت کا ایک موثر ذریعہ ہوگی۔

کتاب کے شروع میں فاضل مترجم نے تعلیمات اقبال پر ایک مبسوط مقدمہ بھی تحریر فرما دیا ہے۔ کتاب کا معیارِ طباعت عمدہ ہے۔

گھریلو جھگڑے | جناب ابن فرید صاحب۔ شائع کردہ: ادارہ بتول اچھرہ۔ لاہور۔ صفحات ۱۷۶ قیمت ۲ روپے ۳۷ پیسے۔

گھر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اس کا استحکام معاشرے کا استحکام ہے اور اس کے بگاڑ سے پورے معاشرے کے اندر بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے عائلی زندگی کو کشاکش اور غم و غصہ سے پاک رکھنے کے لیے نہایت ہی پاکیزہ اصول عطا فرمائے ہیں۔ ابن فرید صاحب نے انہیں اصولوں کی روشنی میں انسانی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے گھر کی فضا کو پرسکون بنانے کے لیے چند مؤثر تجویزیں بتائی ہیں۔ اُن کا اندازِ بیان بڑا دلچسپ، آسان اور حکیمانہ ہے۔

ہم کیسے رہیں | جناب ابن فرید صاحب۔ شائع کردہ ادارہ بتول، اچھرہ۔ لاہور، صفحات ۱۸۱ قیمت دو روپے۔

یہ کتاب بھی "گھریلو جھگڑے" کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس میں عورت کو اپنی گھریلو ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اور اسے یہ بتایا گیا ہے کہ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے اسے اپنی کس انداز سے تربیت کرنی چاہیے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں بردباری اور سنجیدگی ہے لیکن شوہر بہت ہی گرم مزاج اور جذباتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بُرا مان جانا یا ناراض ہو جانا اس کی عادت ہے۔ یہ عادت ظاہر ہے کہ کسی کے لیے بھی نفع بخش نہیں، لیکن آپ کیا کریں کہ آپ کو اس سے سابقہ پڑ ہی گیا ہے۔ آپ کو اس سے نمٹنا ہے۔ یہ موقع بھی درگزر اور خوشگواری کا لحاظ کرنے کا ہے۔ آپ یہ فیصلہ کر لیجیے کہ ایسے موقعوں پر آپ ان کو معاف کر دیا کریں گی

پھر آپ دیکھیں گی کہ ساری جھنجلاہٹ یک طرفہ ہو کر رہ جائے گی اور اس میں وہ شدت اور زور باقی نہیں رہے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کے تعلقات کو خراب کر دے۔ آپ خیال کرتی ہونگی کہ شاید یہ شوہر سے دب کر رہنا ہو۔ لیکن نہیں یہ مصالحت کی کامیاب ترین زندگی ہے ہر جذباتی معاملے میں شوہر کو جب یکساں روش کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ خود اپنی حالت پر نظر ثانی کرنے کے لیے مجبور ہوگا اور اس کا برتاؤ اس نوعیت کے مقابلے میں یقیناً مختلف ہوگا جبکہ آپ مدمقابل بن کر آئیں گی۔

ساری کتاب اسی قسم کی حکیمانہ باتوں سے بھری ہوئی ہے

فلسفۂ انقلاب | تالیف: جمال عبدالناصر صاحب۔ ترجمہ، دیباچہ و تذکرہ: اسحاق رشید ایم، اے۔ شائع کردہ: اردو اکیڈمی سندھ۔ کراچی۔ قیمت تین روپے۔

زیر نظر کتاب "انقلابات" کا کوئی فلسفیانہ تجزیہ نہیں بلکہ ایک آمر کے ذاتی تجربات کی داستان ہے۔ اس میں سیاسی جوڑ توڑ، قتل و غارت کے منصوبے تو بکثرت ملتے ہیں لیکن تفکر کی گہرائی یکسر مفقود ہے۔ یہ درحقیقت قوت و طاقت کے پرستار کے تاثرات ہیں۔ یہ کتاب ہٹلر کی مشہور کتاب "میری جدوجہد" کا چربہ ہے اور اس کا ایک ایک حرف اسی جارحانہ قوم پرستی کی غمازی کرتا ہے جس کی جھلک ہمیں جرمنی کے آمر کی تحریر میں نظر آتی ہے۔

دیباچہ میں مترجم نے جمال ناصر کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ کافی حد تک محل نظر ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ ناصر نے برسر اقتدار آنے کے بعد اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا بالکل غلط ہے۔ ناصر صاحب کی خدمات جو کچھ بھی ہوں لیکن انہوں نے اخوان المسلمین جیسی دینی تحریک کو جس ظلم و تشدد کے ساتھ دبایا ہے اور اس کے مخلص کارکنوں پر جس قسم کے مظالم ڈھائے ہیں انہیں انسانیت کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ محض خلوص اور قوم اور وطن سے محبت اور اس کی خدمت کا سچا جذبہ کبھی بھی قوموں کو کامرانی کی راہ پر نہیں لگا سکتا۔

مصر ایک آزاد اور طاقتور مصر کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ خواب بڑا مبارک ہے اور خدا

کرے کہ یہ جلد از جلد شرمندۂ تعبیر ہو، لیکن کیا یہ خواب فراعنہ کے بت تعمیر کرنے اور صرف جوش و خروش دکھلانے سے پورا ہو سکتا ہے ؟

فاضل مصنف نے فلسفۂ زمان و مکان کے تحت جو کچھ کہا ہے وہ بھی بالکل غلط ہے مثلاً وہ یہ فرماتے ہیں :-

"آج ہم اس بات پر قادر نہیں کہ دسویں صدی میں لوٹ جائیں، اور وہ لبادے اوڑھ لیں، جو ہماری نظروں کو عجیب و غریب اور مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں یا اس دور کے افکار و نظریات میں کھوئے رہیں۔" ص ۱۳۵

یہ نظریہ بڑا گمراہ کن ہے۔ آج اگر دنیا نے مغرب، روم و یونان کی مادی تہذیب کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنا سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلم قوم اسلامی نظام کی تجدید کرنے میں ناکام رہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عربیت کا احساس ناصر صاحب کے دل و دماغ میں بالکل شروع ہی سے گہری جڑیں پکڑ چکا تھا اور اسی شعور نے غلط رخ اختیار کر کے ان کے اندر جارحانہ قوم پرستی کی صورت اختیار کی۔

انہوں نے قومی قوت کے عناصر کا تجزیہ کرتے ہوئے جن تین سرچشموں کا ذکر کیا ہے اُن میں ایک روحانی رشتوں کی مضبوطی بھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ قوت و طاقت کے اس اتھاہ اور لازوال خزانے سے ناصر صاحب کہاں تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کتاب کا ترجمہ عمدہ اور رواں ہے۔

مولانا مودودی اور تصوف | از مولانا شیخ احمد صاحب۔ ناشر اسلامک بک سنٹر مسجد چوک حیدرآباد دکن

اس فاضلانہ مقالہ میں مولانا شیخ احمد صاحب نے تصوف کی حقیقت بیان کی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حقیقی تصوف "تزکیہ نفس" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مولانا مودودی اس تصوف کے سچے داعی اور مخلص فدائی ہیں۔ اُن کا مشن یہی ہے کہ مسلمان تعلق باللہ سے صحیح طور پر لذت آشنا ہوں۔